تاریخ تدوین حدیث

محمد خالد جذبی

تاریخ تدوین حدیث

تحریر: محمد خالد جذبی

قسط نمبر: 1

قرآن کریم اللہ کریم کا کلام ہے جو حضور آقا کریم ﷺ پر انسانوں کی رہنمائی اور اصلاح کے لیے نازل کیا گیا۔ چونکہ یہ ایک مجموعہ قوانین واحکام ہے اور اس سے لوگوں کو اپنے مسائل کے حل اور نظام زندگی ومعیشت وحکمرانی کے اصول وضوابط مرتب کرنے ہیں اس لیے میں مختصر انداز میں تمام حالات ومواقع کے بنیادی اصول بیان کردیئے گئے اس کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ پر یہ ذمے داری عائد کی گئی کہ آپ یہ باتیں لوگوں کو سمجھائیں اور اپنے عمل سے ذہن نشین کرائیں تاکہ یہ انکے لیے نمونہ بن جائے اور جس بات کے سمجھنے میں انہیں دقت ہو وہ آپ کے اقوال وافعال کی روشنی میں اسے سمجھ سکیں۔ آپ کے انہی اقوال وافعال کو حدیث کہتے ہیں۔

حدیث کے لغوی معنیٰ بات چیت کے ہیں لیکن اصلاح میں یہ لفظ حضور ﷺ کے قول وفعل اور تقریر کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ قولی: یعنی جو حضور ﷺ نے کہا ہو۔

۲۔ فعلی: یعنی جو حضور ﷺ نے کیا ہو۔

۳۔ تقریری: یعنی جو حضور ﷺ کے سامنے کیا گیا ہو اور آپ نے اس سے روکا نہ ہو

شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "رسول اللہ ﷺ کے یہ اقوال وافعال اور آپ کا یہ سکوت ہمارے لیے مشعل راہ ہیں جن کی روشنی میں اگر ہم اللہ کریم کی خوشنودی حاصل کرنیکا راستہ طے کرنا چاہیں تو منزل مقصود تک پہنچنے میں کچھ بھی شک باقی نہیں رہ جاتا۔ اس راستے پر چلنے والے کے لیے صراط مستقیم سے بھٹک جانیکا کوئی خطرہ نہیں؛ جس نے آپ کی حدیث پر عمل کیا وہ کامیاب ہوا اور جس نے منہ پھیرا وہ یقیناً گم راہ ہے اس پر عمل کرنے میں خیر کثیر ہے اور اس پر عمل نہ کرنا خسران مبین ہے۔

حضور ﷺ کے تمام اقوال وافعال مسلمانوں کے لیے اسی طرح سے دستور العمل ہے جس طرح سے کہ قرآن کریم ہے۔ آپ ﷺ نے خود بھی اپنی سنت پر عمل کرنے کی تلقین کی ہے۔

"تمہارے اوپر میری سنت لازم ہے؛ جس نے میری سنت سے انحراف کیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔"

سچ تو یہ ہے کہ قرآن کو سمجھنے کیلئے حدیث کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ حدیث قرآن تشریح وتوضیح ہے اور قرآن وحدیث مل کر اسلام کی محکم عمارت کی بنیادیں ہیں۔ حدیث کو سمجھنا بہت ضروری ہے اس کے اجمال کی تفصیل ہے اس کے احکامات کی تشریح ہے اور اسلام کے ابتدائی دور کی سب سے اہم اور سب سے معتبر تاریخ ہے۔ اگر حدیث کا سرمایہ محفوظ نہ رہا ہوتا تو بعد کے لوگ اسلام کی تعلیمات اور ان کی تاریخ کے ایک بہت بڑے حصے کو سمجھنے سے قاصر رہتے۔ مثلاً قرآن میں نماز' روزہ' حج اور زکوۃ وغیرہ کے اصولوں کا ذکر ہے لیکن اس کی تفصیل صرف احادیث ہی کے ذریعے سے معلوم ہوسکتی ہے۔ حکومت کے نظام نے سماج کے ضابطے' حلال وحرام کے قوائد اور اوامر ونواہی کا پورا پتہ صرف احادیث ہی سے چلتا ہے۔ حضور ﷺ کی ابتدائی زندگی' بعثت' اسلام کی دعوت مسلمانوں کی قربانیاں' اعلائے کلمہ حق کا جذبہ اور اس سلسلے میں کوششیں' غزوات' اسلام کا پھیلنا اور اس کا اثر ورسوخ' اسلامی حکومت کا قیام اور اس کا نظام اور خود حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کے معلوم کرنے کا سب سے اہم اور قابل اعتماد ماخذ یہ احادیث ہی ہیں۔ اگر انہیں پوری احتیاط' ایمانداری' اور سمجھ بوجھ کے ساتھ محفوظ نہ رکھا گیا ہوتا تو اسلام کی تعلیمات اور اس کی تاریخ کے بے شمار گوشے آج لوگوں کے سامنے نہ ہوتے۔ قرآن کریم کی بہت سی آیات سے بھی اس کا اندازہ ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے قول وفعل کو سامنے رکھنا اور اس کے مطابق عمل کرنا مسلمانوں کے لیے ضروری ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کو جگہ جگہ حکم دیا گیا ہے کہ قرآن کریم کی آیات کی تشریح وتوضیح کریں

"ہم نے آپ پر یہ کتاب اس لیے نازل کی ہے کہ آپ ان کے لیے ان چیزوں کی وضاحت کریں جس میں انہوں نے اختلاف کیا اور یہ ایمان والوں کے لیے موجب ہدایت ورحمت ہے۔"

ایک اور جگہ ہے۔

"ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ کتاب نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اللہ کی دکھائی ہوتی روشنی میں فیصلہ کریں۔"

حضور ﷺ کی گفتگو کو وحی قرار دیا گیا: "وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے بلکہ وہ وحی ہوتی ہے جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے۔"

حضور ﷺ کا حکم دیا گیا۔ "اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

خود حضور ﷺ اپنے اقوال وافعال کی اہمیت کو سمجھتے تھے اور آپ کو یقین تھا کہ یہ آنے والی نسلوں کے لیے بہت کام کے ہونگے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو متعدد بار حکم دیا تھا کہ انہیں محفوظ کرلیں بلکہ یہ ذمے داری بھی عائد کی تھی کہ انہیں دوسروں تک بھی پہنچادیں۔ حجتہ الوداع کے خطبے میں آپ کا یہ جملہ!

"جو لوگ موجودہ ہیں وہ ان باتوں کو ان لوگوں تک پہنچادیں جو موجود نہیں ہیں۔"

اس کا سب سے بڑا ثبوت ہے اس کے علاوہ بھی

"ان باتوں کو یاد کرلو اور جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں انہیں بتاؤ۔"

اور اپنے گھر والوں کے پاس واپس جاؤ اور انہیں سکھاؤ۔" جیسی بہت سے احادیث موجود ہیں۔

"اسلام کے ہی ابتدائی دور میں جو لوگ مسلمان ہوتے تھے وہ دین سے بیحد تعلق محسوس کرتے تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ دنیوی عیش وعشرت کے سامان کے مقابلے میں انہیں اللہ سے تعلق اور رسول ﷺ سے قرب زیادہ محبوب تھا۔ ایک مرتبہ کلمہ توحید پڑھنے کے بعد وہ اپنے آپ کو ایک نئی دنیا اور ایک نئے عالم میں پاتے تھے۔ یہ لوگ حضور ﷺ کی محبت اور عقیدت سے اس قدر سرشار ہوتے تھے کہ آپ کی ایک ایک بات کو غور سے سنتے تھے۔ اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے ان لوگوں کی تمنا ہوتی تھی کہ زیادہ سے زیادہ وقت آپ کے ساتھ گزاریں اور آپکی تعلیمات کو یاد کریں جیسے جیسے اسلام کا حلقہ بڑھتا گیا آپ کی تعلیمات کا دائرہ بھی وسیع ہوتا گیا۔ جہاں صرف چند مسائل درپیش ہوتے تھے وہاں ہزاروں لوگوں کے مسائل ایسی ہی مناسبت سے بڑھ گئے اور احادیث کا سلسلہ بھی پھیلتا گیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر کام کو اسی طرح سے کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ جس طرح سے آپ فرماتے تے یا عمل کرتے تھے اور ان کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ وہ ایمان ویقین اور علم وعمل کے اس رنگ میں رنگ جائیں جو اللہ اور رسول ﷺ کو مرغوب ہے اس طرح سے بہت سے صحابہ آپ کی زندگی کا عملی نمونہ بن گئے تھے اور تدوین حدیث کی پہلی شکل تھی جو پوری طرح سے محفوظ اور قابل اعتماد تھی۔

ابتداء میں اسلام اور مسلمانوں کے حالات میں بہت تیزی سے تغیر تبدیل ہوتا رہتا تھا۔ دین کا جذبہ اور ایمان کا جوش بہت بڑھا ہوا تھا۔ ایک طرف قرآن نازل ہو رہا تھا اور دوسروں لوگوں کو مسائل کی فکر تھی، ان حالات میں حضور ﷺ کا یہ خیال تھا کہ اگر لوگ آپ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے تمام الفاظ لکھنے لگے تو ممکن ہے کہ قرآن کے ساتھ ساتھ آپ کے الفاظ بھی لکھ لیں۔ اور آئندہ یہ دونوں چیزیں خلط ملط ہو جائیں اس لیے شروع میں آپ ﷺ نے حکم دیا کہ مجھ سے قرآن کے سوا اور کچھ نہ لکھو لیکن جب کچھ عرصے بعد آپ کو یقین ہو گیا کہ قرآن کے بہت سے حافظ ہو گئے ہیں جو اللہ کے کلام اور رسول کے اقوال میں تفریق کر سکتے ہیں تو آپ نے اس بات کی اجازت دیدی کہ میں جو کچھ بھی کہوں اسے لکھ لو اس لیے کہ اس منہ سے جو بھی نکلتا ہے وہ حق ہوتا ہے چنانچہ صحابہ کرام آپ کی زندگی ہی میں آپ کی باتیں لکھنے لگے تھے اور بہت سے صحابہ کے پاس حدیثوں کا تحریری سرمایہ جمع ہو گیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بھی بہت سی حدیثیں لکھ لی تھیں کہ وہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے جو کچھ سنتا تھا وہ لکھ لیتا تھا۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بھی اس کی تائید کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ صحابہ میں عبداللہ بن عمرو العاص رضی اللہ عنہ کے علاوہ مجھ سے زیادہ حدیثوں کو روایت کرنے والا کوئی نہ تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ لکھ لیا کرتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو العاص رضی اللہ عنہ کی حدیثوں کا مجموعہ ایک ضخیم کتاب (صادقہ) کی شکل میں تیار ہو گیا تھا۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے بھی حدیثوں کے حفظ وضبط میں بہت کاوش سے کام لیا۔ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے ایک ایک بات غور سے سنتے اور اسے یاد رکھتے انہوں نے رات کے تین حصے کیے تھے ایک میں سوتے، دوسرے میں عبادت کرتے اور تیسرے میں حدیثیں یاد کرتے ابتداء میں حدیثوں کو نہ لکھتے تھے لیکن بعد میں اپنی تمام مرویات کو تحریری طور پر محفوظ کر لیا تھا۔ (جاری ہے)

تاریخ تدوین حدیث

تحریر: محمد خالد جذبی

آخری قسط

① حضرت علی ؓ نے بھی حدیثوں کی ایک بڑی تعداد قلمبند کر لی تھی ان کا یہ مجموعہ ہمیشہ ان کے پاس رہتا تھا‘ وہ فرماتے تھے کہ ہم نے رسول ﷺ سے قرآن اور اس صحیفے کے علاوہ کچھ نہیں لکھا۔ اس صحیفے کو خود حضور ﷺ نے لکھوایا تھا اس میں زکوۃ خون بہا‘ کافر کے بدلے مسلمان کو قتل نہ کرنا‘ اسیروں کی رہائی‘ نقض عہد کی برائی ‘حرام مدینہ کے حدود اور اس کی حرمت‘ غیر کی طرف انتساب کی ممانعت اور غیر کے نام پر ذبح کرنے پر وعید وغیرہ بہت سے احکام و مسائل درج تھے یہ صحیفہ ان کے بعد کے بیٹوں حضرت امام حسین ؓ اور حضرت امام حسین ؓ کے پاس رہا حدیث کی اکثر کتابوں میں صحیفے کی روایتیں موجود ہیں۔

② حضرت انس بن مالک ؓ نے بھی حدیثوں کی ایک بڑی تعداد جمع کر لی تھی لوگ ان کے پاس آ کر حدیثیں نقل کرتے تھے جب کوئی ان سے حدیثوں کے بارے میں پوچھتا تو وہ ایک نوشتہ نکالتے اور فرماتے کہ یہ وہ حدیثیں ہیں جو میں نے رسول ﷺ سے سن کر لکھی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے بھی بہت سی حدیثیں محفوظ کر لی تھیں ان کے شاگردان کی مجلس میں بیٹھ کر حدیثیں نقل کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کو حضور ﷺ سے خاص تعلق تھا

ابتدا میں کتابت حدیث کے قائل نہ تھے‘ لیکن بعد میں خود بھی لکھتے تھے اور شاگردوں کے بھی لکھواتے تھے انہوں نے بھی احادیث کو مجموعے کی شکل میں مرتب کیا تھا جو ان کے بیٹے عبدالرحمٰن ؒ کے پاس محفوظ تھا۔ حضرت سمرہ بن جندب ؓ نے بھی احادیث کا ایک مجموعہ مرتب کیا تھا جو ان کے بعد ان کے بیٹے سلیمان ؒ کے پاس رہا۔ حسن بصری ؒ نے اس صحیفے سے بہت سی روایات نقل کی ہیں۔ حضرت سعد بن عبادہ ؓ نے بھی احادیث کا ایک مجموعہ مرتب کیا تھا جو کئی پشتوں تک ان کے خاندان میں محفوظ رہا۔ حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کے پاس بھی لکھی ہوئی حدیثیں موجود تھیں۔

حضرت ابورافع ؓ‘ حضرت رافع بن خریج ؓ‘ حضرت سعد بن ربیع ؓ‘ حضرت براء بن عازب ؓ‘ حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ ؓ‘ اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ ؓ بھی حدیثیں لکھتے اور جمع کرتے تھے۔

حدیثوں کے اس تحریری سرمائے کے علاوہ حضور ﷺ کے بہت سے معاہدات‘ صلح نامے‘ احکامات اور خطوط وغیرہ بھی لکھے ہوئے موجود تھے۔

جس طرح سے حضور ﷺ کے زمانے میں لوگوں کو حدیثیں لکھنے اور جمع کرنے کا شوق تھا۔ اسی طرح سے صحابہ کرام کے دور میں بھی لوگوں کا یہ شوق جاری رہا۔ جو لوگ آپ کے وصال کے بعد پیدا ہوئے تھے انہیں فطری طور پر آپ کے حالات جاننے اور باتیں سننے کا شوق تھا اس لیے یہ لوگ بزرگ صحابہ کے پاس جاتے اور ان سے حدیثیں سن کر لکھ لیتے۔ ان حضرات میں حضرت امام علی زین العابدین ؓ‘ امام محمد باقر ؓ‘ عروہ بن زبیر ؓ‘ حسن بصری ؓ‘ مکحول شامی ؒ‘ عامر شعبی ؒ‘ خالد کلاعی ؒ‘ سلیمان لشکری ؒ‘ سعید بن جبیر ؒ‘ مجاہد بن جبر ؒ‘ ہمام بن منبہ ؒ‘ وہب بن منبہ ؒ‘ قتادہ بن دعامہ ؒ‘ قیس بن سعد ؒ‘ حکم عتبہ ؒ‘ رجاء بن حیوۃ ؒ‘ بکیر بن عبداللہ ؒ‘ بشیر بن نہیک ؒ‘ ابوقلابہ جرمی ؒ‘ اور ابوالعالیہ ریاحی ؒ‘ مشہور و ممتاز ہیں۔ ان حضرات کے مجموعے بڑی اہمیت کے حامل ہوئے اور حدیثوں کی حفاظت و اشاعت کا بڑا ذریعہ ہے۔

صحابہ کرام کے بعد تابعین کے دور میں بھی احادیث کی جمع و تدوین کا سلسلہ جاری رہا۔ جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ بنے تو انہوں نے باقاعدہ سرکاری طور پر احادیث کو مرتب و مدون کرنے کا فیصلہ کیا چنانچہ انہوں نے اپنی حکومت کے مختلف علاقوں کے حکام کے نام فرمان جاری کیے کہ احادیث رسول کو تلاش کر کے جمع کر لیا جائے اس سلسلے میں انہوں نے مدینہ منورہ کے حاکم ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم ؒ کو بھی ایک خط لکھا جس میں مذکورہ بالا حکم کے ساتھ یہ بھی لکھا کہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن ؒ اور قاسم بن محمد ابی بکر ؒ سے جو روایت بھی ملے اسے لکھ لیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے خلیفہ کے حکم کے مطابق احادیث کو جمع کیا۔ خلیفہ کے خط کا اثر جن لوگوں نے قبول کیا ان میں محمد بن مسلم بن شہاب زہری ؒ بھی تھے۔ انہوں نے بڑے اہتمام کے ساتھ یہ کام کیا اور حدیث کی ایک کتاب مرتب کی۔ خلیفہ نے اس کی نقلیں تیار کرا کر مختلف علاقوں میں بھجوائیں۔ (حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں اپنی زندگی کے اہم ترین دن گزارے تھے اور یہاں کے لوگ آپ

4

کی زندگی کے گوشے سے واقف تھے اس لیے قدرتی طور پر یہاں حدیث کا بہت بڑا خزانہ موجود تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس علم کے پیاسے مدینہ منورہ ہی کا رخ کرتے تھے 'تدوین حدیث کے ابتدائی مراحل یہیں طے ہوئے اس کے بعد یہ سلسلہ پھیلنے لگا' بہت سے صحابہ کرام اور تابعین کبار مدینہ منورہ سے باہر چلے گئے تھے لوگ ان کے پاس جا کر علم حدیث حاصل کرنے لگے یہ شوق اس قدر بڑھ گیا تھا کہ تلاش حدیث کے لیے دور دراز کے سفر کرنا اور تکلیفیں اٹھانا ان لوگوں کی تمنا بن گئی تھی' سعید بن مسیب ؒ محمد بن سیرین ؒ عکرمہ ؒ علقمہ ؒ اور نافع ؒ ایک ایک حدیث کی تلاش میں کئی کئی راتیں مسلسل سفر کرتے تھے' مکحول' شامی ؒ ایک حدیث کی تلاش میں حجاز' عراق اور مصر گئے۔ ان کے ہمسفر انکے علم و فضل کے معترف تھے' عبدالرحمٰن اوزاعی ؒ ان کے شاگرد تھے۔ احمد بن موسیٰ عبدان ؒ کی اٹھارہ مرتبہ مصر گئے تاکہ ایوب بن کسان سختیانی ؒ سے احادیث سن سکیں۔ بہت سے لوگوں کو الگ مضامین کی احادیث جمع کرنیکا شوق ہوتا تھا' جلال الدین سیوطی ؒ فرماتے ہیں کہ ایک مضمون کی احادیث کو جمع کرنے کا کام سب سے پہلے عامر شعبی ؒ نے کیا۔ اس طرح سے تبویب احادیث کے بانی وہی سمجھے جاتے ہیں۔ میں بہت سی جگہوں کے سفر کیے' اس سے حدیث کے الفاظ کی ہم آہنگی و ہم رنگی میں بڑی مدد ملی اور تضاد و اختلاف دور ہوا' اکثر محدثین نے ایک ہی حدیث کی تلاش اس کے ساتھ ساتھ راویوں کی چھان بین بھی ہوتی رہی' غرض اس طرح سے مختلف زبانوں میں حدیث کا سرمایہ سینوں سے نکل کر سفینوں میں محفوظ ہونے لگا۔

بہر حال پہلی صدی ہجری کے آخر میں عمر بن عبدالعزیز ؒ کے حکم سے باقاعدہ سرکاری طور پر تدوین حدیث کا آغاز ہوا۔ اب تک جو لوگ ذاتی طور پر اس علمی کام کو انجام دے رہے تھے اب خلیفہ کے حکم سے اسی کام میں مشغول ہو گئے اور دوسری ہجری میں اس سلسلے کو اتنی ترقی ہوئی کہ احادیث رسول ﷺ کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام کے آثار اور تابعین کے فتاویٰ کو بھی مدون کر دیا گیا۔

احادیث کی جمع و تدوین کے تین دور ہیں

پہلا دور: اس دور میں ہر شخص نے اپنی ذاتی معلومات کو جمع کیا یہ دور لگ بھگ ۱۰۰ھ تک رہا' یہ دور صحابہ اور تابعین کا تھا۔

دوسرا دور: اس دور میں مختلف شہروں کی معلومات کو یکجا کیا گیا یہ دور ۱۵۰ھ تک رہا' یہ دور تبع تابعین کا تھا۔

تیسرا دور: اس دور میں تمام دنیائے اسلام میں احادیث کی تدوین ہوئی اور موجودہ کتب احادیث مرتب کی گئیں۔ یہ دور ۳۰۰ھ تک رہا یہ دور اصحاب صحاح کا تھا۔

پہلے دور کا تمام تر سرمایہ دوسرے دور کی کتابوں میں جمع ہوا اور دوسرے دور کا پورا مواد تیسرے دور کی کتابوں میں پھیلا دیا گیا اور یہی تمام سرمایہ آج ہزاروں اوراق میں ہمارے پاس موجود ہے اور دنیا کی تاریخ کا سب سے قیمتی معتبر اور مستند ذخیرہ تعلیم کیا جاتا ہے۔ حدیث نبوی ﷺ کے سلسلے میں ہر دور میں بے شمار کتابیں علماء اپنے ذوق اور نقطۂ نظر کے مطابق مرتب کرتے رہے ان میں سے کچھ کتابیں شائع ہوئیں اور لوگ ان سے روشناس ہوئے لیکن بہت سی کتابیں غیر مطبوعہ رہیں جن میں سے کچھ ضائع ہو گئیں اور کچھ دنیا کے مختلف کتب خانوں میں اور اہل علم کے خاندانوں میں ذاتی ملکیت کے طور پر پڑی ہیں حدیث کی یہ تمام کتابیں جو مختلف زمانوں میں مرتب ہوئیں علماء نے انہیں مختلف طبقات و مراتب میں تقسیم کیا ہے۔

دوسرا طبقہ: اس میں سنن ابی داؤد' جامع ترمذی' سنن نسائی' سنن ابن ماجہ' اور مسند احمد بن حنبل شامل ہیں۔

اس طبقے کی حدیثیں پہلے طبقے سے قدرے کم درجے کی ہیں انہیں قبول عام کی سند ملی ہے اور ان سے بہت سے علوم و احکام کا استخراج کیا گیا ہے اس طبقے کی حدیثیں بھی مسائل شرعیہ کے لیے سند کے طور پر پیش کی جاتی ہیں۔

تیسرا طبقہ: اس میں وہ کتب حدیث شامل ہیں جنمیں ضعیف حدیثیں پائی جاتی ہیں اور ان کے اکثر راویوں کا حال پوری طرح سے معلوم نہیں ہے' مثلاً مسند ابن ابی شعیبہ' مسند طیاسی، طبرانی اور طحاوی وغیرہ۔ ان کتابوں سے صرف وہ علمائے حدیث فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو فن حدیث سے پوری طرح واقف ہوں اور اسماء الرجال کی روشنی میں ان کے کھرے کھوٹے سمجھ سکتے ہوں۔

چوتھا طبقہ: اس میں وہ کتابیں شامل ہیں جن میں ضعیف روایات بکثرت ہیں اور زیادہ قابل اعتماد نہیں ہیں۔ عام طور سے یہ افسانہ گو واعظوں، مؤرخین اور غیر ثقہ لوگوں سے سن کر لکھی گئی ہیں۔ علمائے حدیث اس طبقے کی کتابوں کو مستند نہیں سمجھتے ہیں۔